بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لِّيُخْرِجَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ

النُّور

مارچ ۱۹۸۴ء

جماعت ہائے احمدیہ امریکہ کا ترجمان

امیر و مبلغ انچارج : شیخ مبارک احمد

ادارہ تحریر : منیر احمد چوہدری
امین اللہ سالک
مفتی احمد صادق

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرّابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی

کراچی میں مصروفیات

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی مصروفیات کی مختصر روداد ذیل میں پیش کی جاتی ہے :-

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ معہ قافلہ ۵ فروری بروز اتوار بذریعہ ہوائی جہاز کراچی تشریف لائے اور دو بجے بعد دوپہر گیسٹ ہاؤس واقعہ ڈیفنس ہاؤسنگ سوسائٹی میں فروکش ہوئے۔ حضور کی تشریف آوری پر جماعت احمدیہ کراچی نے آپ کا والہانہ استقبال کیا۔ اسی روز نماز مغرب کے بعد حضور ڈیڑھ گھنٹے تک احباب میں رونق افروز رہے اور ان کے مختلف سوالوں کے جواب ارشاد فرماتے رہے۔

۶ فروری سے ۹ فروری تک روزانہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۹½ بجے سے ۱½ بجے بعد دوپہر تک احباب جماعت سے انفرادی ملاقاتیں فرمائیں اس عرصہ میں مجموعی طور پر ۱۲۵ سے زائد فیملیاں حضور کی ملاقات سے مستفیض ہوئیں۔ علاوہ ازیں جماعت احمدیہ کراچی نے ہر روز مختلف حلقہ جات کے احباب کی اجتماعی ملاقات کا انتظام کیا۔ حضور نے سب احباب کو شرف ملاقات بخشا اور مصافحہ کا موقع بھی عطا فرمایا۔ ۷ فروری کو انفرادی ملاقاتوں کے علاوہ ۱۱ بجے سے ۲ بجے بعد دوپہر تک لجنہ اماء اللہ کراچی کے زیر اہتمام منعقدہ ایک پر ہجوم مجلس سوال وجواب میں حضور نے مہمان خواتین کے متعدد سوالات کے جواب دیئے۔

عصر کی نماز کے بعد جماعت احمدیہ کراچی کے بعض احباب کے ساتھ تشریف لانے والے معزز مہمانوں کی بھی بڑی بے تکلف اور دلچسپ مجالس منعقد ہوتی رہیں۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ان مجالس میں مسلسل دو دو تین تین گھنٹے تک مہمانوں کے مختلف موضوعات سے متعلق سوالات کے بڑے موثر جواب دیئے۔

جماعت احمدیہ کراچی کے احباب اور خواتین بکثرت مجالس علم و عرفان میں شامل ہو کر حضور کے دینی ارشادات، پر معارف کلام اور پر لطف کلمات سے مستفید ہوتے رہے۔ بہت سے مہمان بھی شوق سے ان مجالس میں شریک ہوتے رہے۔ اور سوالات بھی کرتے رہے۔ مجالس علم و عرفان کا سلسلہ دو تین گھنٹے جاری رہتا۔

احباب جماعت حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت و عافیت اور مقاصد دینیہ میں کامیابی کے لئے بالالتزام دعائیں کرتے رہیں۔

حضور ایدہ اللہ مرکز سلسلہ میں واپس تشریف لے آئے

ربوہ : ۲۵، تبلیغ / فروری : سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز مورخہ ۲۴، فروری رات بارہ بجے کے قریب بخیریت تمام بمعہ اہل قافلہ کراچی سے واپس ربوہ تشریف لے آئے۔ الحمدُ للہ۔ حضور ایدہ اللہ تعالےٰ ۵، فروری کو ربوہ سے روانہ ہوئے اور کراچی و سندھ کا دورہ فرمایا حضور کا یہ دورہ ۱۹ دن جاری رہا۔ حضور اللہ تعالےٰ کے فضل سے بخیریت ہیں۔

The Ahmadiyya Gazette and **Annoor** are published under the supervision of Maulana Sheikh Mubarak Ahmad, Ameer & Missionary Incharge, U.S.A., for the **Ahmadiyya Movement in Islam, Inc.**, 2141 Leroy Place, N.W., Washington, D.C., 20008. Phone: (202) 232-3737

Printed at the Fazl-i-Umar Press, and distributed from Athens, Ohio 45701

Ahmadiyya Movement in Islam, Inc.
57 East State Street
ATHENS, OHIO 45701

Non Profit Org.
U.S. POSTAGE
PAID
ATHENS OHIO
PERMIT #143

خلاصہ خطباتِ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حالیہ دورہ کراچی اور سندھ میں جو خطباتِ جمعہ ارشاد فرمائے ان کا خلاصہ پیش خدمت ہے ۔ مسجد ناصر آباد سندھ میں مورخہ 17 فروری کو جمعہ میں قریبی جماعتوں کے قریباً چھ ہزار مرد و زن شامل ہوئے ۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ میں اپنی تین تازہ رؤیا کا ذکر فرمایا جن میں اللہ تعالیٰ نے جماعت کیلئے یہ خوشخبریاں دی ہیں کہ اللہ تعالیٰ جماعت کی خاص تائید و نصرت فرمائیگا اور اگر وقتی طور پر حالات مخدوش بھی ہوئے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے جماعت کی حفاظت بھی فرمائے گا۔ حضور نے فرمایا لیکن ان مبشرات کے کچھ تقاضے بھی ہیں جن کو پورا کرنے کی ذمہ داری جماعت پر عائد ہوتی ہے ۔ اوّل یہ کہ جماعت ان خوشخبریوں کی اہل بننے کی کوشش کرے اور ان کا مستحق بننے کے لئے جدوجہد کرے دوسرے یہ کہ جماعت دعوت الی اللہ کے کام کو ایسے جذبہ اور ایسے شوق کے ساتھ اور ایسی مخلصانہ دعاؤں کے ساتھ جاری رکھے کہ اللہ تعالیٰ جماعت کی کوششوں کو میٹھے پھل عطا فرمائے ۔

حضور نے فرمایا ۔ دعا کے فلسفے کو سمجھنا چاہیئے ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس پر بڑی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے اور وہ طریقے بیان فرمائے ہیں جن کو اختیار کرنے سے اللہ تعالیٰ غیر معمولی طور پر دعائیں قبول فرماتا ہے ۔ چنانچہ حضور نے دعا کی قبولیت کے مختلف طریقے بیان کرنے کے بعد فرمایا ۔ خلاصۃً تین چیزیں ایسی ہیں جن کے بغیر دعاؤں میں طاقت اور اثر پیدا نہیں ہوتا ، ایک یہ کہ دعا غم سے قوت پاتی ہے ۔ دوسرے دعا اس خوشی سے قوت پاتی ہے جو اللہ کے شکر میں ڈھل جائے ۔ تیسرے یہ کہ دعا محبت سے پُراثر بنتی ہے ۔ اپنے محبوب سے عشق کا تقاضا یہ ہے کہ اس کے خلاف باتیں سننے سے دل پر چوٹ لگتی ہے اور شدید غم پیدا ہوتا ہے ۔ اس غم سے جو دعا اٹھتی ہے اور جس کی جڑیں گہرے غم میں پیوستہ ہوتی ہیں ، (کوئی نہیں) کہہ سکتا ہے کہ ایسی دعا قبول نہیں ہوگی ۔

حضور نے احباب کو یہ نصیحت فرمائی کہ وہ اہل اللہ بنیں کیونکہ اللہ سے محبت کے بغیر یہ مضمون مکمل نہیں ہوتا ۔ اس لئے صبح اور شام ، دکھ اور سکھ ۔ غرض ہر حال میں خدا کو یاد کریں اور اس بات کو یاد رکھیں کہ جس کا خدا والی ہو جائے دنیا کی کوئی طاقت اسے مٹا نہیں سکتی ۔ پس ہمارے لئے یہ از بس ضروری ہے کہ خدا کے عبد شکور بنیں ، دیوانہ اور مجنونانہ رنگ اختیار کرتے ہوئے خدمت دین کے لئے نکل کھڑے ہوں ۔ خدا تعالیٰ کی محبت کے مورد بن کر اس کی قدرتوں کے کرشمے دیکھنے لگ جائیں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے انتھک جدوجہد اور مخلصانہ دعاؤں کے ذریعہ طاقت پا کر اسلام کے اس عظیم الشان انقلاب کو برپا کر دیں جس کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس زمانہ کے لئے خوشخبری دی تھی ۔

کراچی ۔ ۱۰ فروری ۱۹۸۲ء سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز جمعہ مسجد احمدیہ مارٹن روڈ کراچی میں پڑھائی اور نماز سے قبل خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا ۔ جو پون گھنٹے تک جاری رہا ۔

حضور نے اپنے گزشتہ خطبات جمعہ کے تسلسل میں صفات باری تعالیٰ میں سے صفت توّاب پر قرآن کریم کی آیات اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعض احادیث کی رو سے بصیرت افروز پیرایہ میں روشنی ڈالی اور بتایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے بشرطیکہ وہ اپنے گناہوں سے سچے دل سے توبہ کریں اور اپنے اس عہد پر قائم رہیں اور اعمال صالحہ بجا لائیں ۔

حضور نے اس ضمن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعض تحریرات کے حوالے سے بتایا کہ جب بھی کوئی بندہ اپنے گناہوں پر ندامت اور پشیمانی کا اظہار کرتا ہے اور خلوص نیت اور صدق دل سے توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے سارے گناہ معاف فرما دیتا ہے ۔ پس اوّل تو کوشش کرنی چاہیئے کہ کوئی گناہ سرزد ہی نہ ہو لیکن اگر غلطی سے کبھی کوئی گناہ ہو جائے تو خدائے توّاب و رحیم کے حضور جھک جائیں کہ وہ بار بار توبہ قبول کرتا اور فضلوں اور رحمتوں سے نوازتا ہے ۔

نائیجیریا میں جماعت احمدیہ کے تحت قائم ہونے والا آٹھواں ہسپتال

اسّی ۸۰ لاکھ روپے کے مصرف سے تعمیر ہونے والا یہ ہسپتال پہلے تمام ہسپتالوں سے بڑا ہے

پچھلے سال جماعت احمدیہ نائیجیریا کو اللہ تعالیٰ نے تحریک جدید کے تحت اوجوکورو (OJOKORO) میں ایک شاندار ہسپتال تعمیر کرنے کی توفیق عطا فرمائی ۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک !

اس ہسپتال کے کھلنے سے جماعت کی طرف سے چلنے والے کلینکس اور ہسپتالوں کی تعداد آٹھ ہو گئی ہے ۔ اس ہسپتال پر تقریباً ۸۰ لاکھ روپے (یعنی اسّی لاکھ روپے) خرچ ہونے سے یہ ہسپتال نائیجیریا میں اب تک تعمیر ہونے والے ہسپتالوں میں سب سے بڑا ہے ۔ احمدیہ ہسپتال اوجوکورو کی عمارت لیگوس کی گنجان آبادی سے باہر شہر سے قریباً ۳۰ کلو میٹر کے فاصلہ پر ایک اہم شاہراہ پر واقع ہے جو کہ نائیجیریا کو بینن ، ٹوگو ۔ اور غانا سے ملاتی ہے ۔ اس سڑک پر جماعت احمدیہ نائیجیریا نے ۹ ۔ ایکڑ کے قریب زمین خریدی ہے جس پر مشن ہاؤس ۔ مسجد اور ہسپتال کے علاوہ احمدی احباب کی ایک کالونی بنائی جا رہی ہے ۔ یہ علاقہ خدا تعالیٰ کے فضل سے بڑی تیزی سے آباد ہو رہا ہے

عجب گوہر ہے جس کا نام تقویٰ
مبارک وہ ہے جس کا کام تقویٰ

مسلمانو بناؤ تام تقویٰ
کہاں ایماں اگر ہے خام تقویٰ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا ایک غیر مطبوعہ خطبہ جمعہ

جو اپنے نفس کی کمزوری کا محاسبہ کرتا ہے اس کے لئے رُوحانی ترقی کے راستے کھل جاتے ہیں

انسان اُسی وقت خطرات سے محفوظ ہوتا ہے جب خُدا کی آواز اسے ایسا کہہ دے۔

اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کی ایک نہایت پُر معارف اور پُر حکمت تفسیر

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کا ایک غیر مطبوعہ خطبہ جمعہ ہدیۂ قارئین ہے۔ یہ خطبہ حضورؓ نے مورخہ ۲۱ مئی ۱۹۳۷ء بمقام کراچی ارشاد فرمایا تھا۔ یہ خطبہ جمعہ مکرم مولوی عبدالقادر صاحب مبلغ اور مکرم مولوی عبدالرحمٰن صاحب انور نے قلم بند کیا تھا۔ حضور رضی اللہ عنہ اس پر نظر ثانی نہیں فرما سکے تھے۔

بعد تشہد اور تلاوت سورۂ فاتحہ فرمایا:

چونکہ میرے گلے میں تکلیف ہے اس لئے زیادہ بول نہیں سکتا مگر جماعت کے دوستوں کو اس امر کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے جو ہمیں

اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کی دعا

سکھائی ہے یہ دو باتوں پر دلالت کرتی ہے۔ اس کا ایک تعلق اعلیٰ مدارج کے لوگوں کے ساتھ ہے جیسے یہاں اس طرح پر بیان کیا گیا ہے کہ جوں جوں کوئی انسان ترقی کرتا ہے اور کسی بڑے رستے پر پہنچنا چاہتا ہے۔ وہ دعائیں کرتا جاتا ہے مگر چونکہ تمام انسان ایک حالت پر نہیں ہوتے کوئی روحانیت کے اعلیٰ مقام پر ہوتا ہے اور کوئی اس جنگ میں مشغول ہوتا ہے جو شیطان کے ساتھ لڑی جا رہی ہوتی ہے۔ پس اگر قسم اوّل کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس آیت کے معنی کئے جائیں کہ الٰہی ہمیں اعلیٰ مقامات تک پہنچا دے تو یہ بے معنی فقرہ ہوتا۔ کیونکہ ایسے شخص کے نزدیک اس آیت کا مفہوم اس وقت شروع ہوتا ہے جبکہ جملہ معلومہ مقامات ختم ہو جاتے ہیں۔ جب تک معلومہ مقامات موجود ہوتے ہیں اس وقت تک مقصود اس کے سامنے ہوتا ہے جس کے لئے وہ دعائیں کرتا ہے۔

جب انسان ان اخلاق کو حاصل کر لیتا ہے جن کو وہ جانتا ہے اور ان علوم اور عرفان کی باتوں کو حاصل کر لیتا ہے جن کو لوگ علمی طور پر جانتے ہوتے ہیں تو وہ نام لے لے کر دعائیں کرتا ہے لیکن جب وہ نہیں جانتا کہ اس سے آگے کیا ہے تب وہ دعا کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اے خدا جو کچھ مجھے نہیں معلوم وہ بھی دے۔

دوسرا مقام

بعض انسانوں کا وہ ہوتا ہے جبکہ وہ شیطان سے لڑائی کر رہا ہوتا ہے اس وقت اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ سے اس کی مراد یہ ہوتی ہے کہ خدایا مجھے صراط مستقیم پر قائم رکھ۔ وہ ان خطرات کو محسوس کرتا ہے جو اسے روز پیش آتے ہیں لہذا اس دعا کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے توجہ دلائی ہے کہ ہر وقت انسان کے ساتھ ایسی چیزیں لگی ہوئی ہیں جو اس کے ایمان، تقویٰ، دین کی خدمت کی خواہش اور محبتِ الٰہی کو کم کر رہی ہیں۔ لہذا اسے ان سے محفوظ رہنے کے لئے دعا کی ضرورت ہے۔

بہت سے ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جو اس بات میں مارے جاتے ہیں کہ وہ خیال کر لیتے ہیں کہ ان کو کوئی مستقل چیز مل گئی ہے یا کم سے کم وہ یہ سمجھ لیتے ہیں کہ وہ ایسے مقام پر پہنچ گئے ہیں کہ ان کو

اطمینان کی حالت

حاصل ہو گئی ہے اور وہ اپنی تمام جدوجہد چھوڑ دیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ وہ جملہ خطرات سے محفوظ ہو گئے ہیں۔ حالانکہ انسانی زندگی کے تمام شعبوں پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان بعض اوقات ایک بڑے مقام پر پہنچ کر بھی نیچے گر جاتا ہے۔ جیسے عبداللہ بن ابی سرح کاتب وحی حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا ہی واقعہ ہے کہ آپؐ نے اپنا سیکرٹری بنایا اور وحی الٰہی کے لکھنے کا کام سپرد کیا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ نے اسے قابلِ اعتبار سمجھا تھا اور اسے متقی خیال فرماتے تھے۔ علاوہ ازیں اس کے ذاتی حالات بھی اس کی تائید کرتے ہیں۔ مگر دیکھ لو کس حالت تک پہنچ گیا۔ اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کو ہی دیکھتے ہیں کہ آپ کے زمانہ میں کئی ایمان لانے والے مقربین ایسے ہیں جو اب آپ کے درجہ کو کم کر رہے ہیں۔ کئی ایسے جو دنیوی عزت کی خاطر سلسلے کی عزت کا خیال نہیں کرتے کئی ہیں جو غیر احمدی ہو گئے ہیں۔

تو اللہ تعالیٰ نے یہاں بتایا ہے کہ مومن کو

ہمیشہ خدا کی طرف

متوجہ رہنا چاہیئے اور خرابیوں کو دُور کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے اور اپنے نفس کے محاسبہ میں لگے رہنا چاہیئے کہ کہیں اس میں کوئی نقص تو نہیں پیدا ہو گیا۔

یہ بے شک درست ہے کہ اپنی غلطی کا اجمالی احساس تو ہر ایک کو ہوتا ہے لیکن تفصیلی احساس ہر ایک کو نہیں ہوتا مگر صرف اجمالی احساس کوئی نفع نہیں پہنچاتا۔

اجمالی احساس یہ ہوتا ہے کہ جب انسان کسی درجے پر پہنچ جاتا ہے تو سمجھتا ہے کہ وہ بہت کمزور ہے حالانکہ خود اس پر اس کے اس قول کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔

عام طور پر یہ کہنا کہ کمزور ہوں گنہگار ہوں۔ یہ فقرے تو متکبر اور کافر بھی کہتے ہیں۔ مثلاً جب کوئی ان کی تعریف کرے تو انکسار سے وہ بھی ایسے فقرے کہہ دیتے ہیں لیکن دل سے اسے محسوس نہیں کرتے۔

پس اجمالی نقص کا اظہار کوئی چیز نہیں کیونکہ بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں جو اس کا اظہار کرتے ہیں لیکن تفصیلی طور پر وہ اپنے آپ کو بے گناہ سمجھتے ہیں۔ جب وہ

سچائی، فرمانبرداری، امانت، دیانت میں سستی کریں، اور کوئی ان سے ہی سوال کرے تو جھٹ اپنے نفس کی حمایت کرتے ہیں اور بے عیب ہونے کے دلائل دے کر اپنے نفس کو بھی تسلی دے دیں گے یوں چاہے سارا دن ان سے کہلوا لو کہ وہ خطاکار ہیں گنہگار ہیں لیکن دوسرے وقت میں وہی شخص عیب کرتا ہے۔ اور دریافت کرنے پر جوڑتا ہے۔ اگر وہ بے عیب نہ تھا تو جوڑا کیوں تھا۔ سوائے ایسے حالات کے کہ اس کے متعلق خود اللہ تعالیٰ نے کہا ہو کہ تو بے عیب ہے اس وقت اس کا جوڑنا اپنے لئے نہیں ہوتا بلکہ خدا تعالیٰ کے لئے ہوتا ہے اور وہ

خدا کے حکم کی وجہ سے مقابلہ

کرتا ہے۔

اگر انبیاء پر اعتراض کیا جائے تو وہ اپنی ذات کے بچاؤ کے لئے ایسا نہیں کرتے کیونکہ اپنی ذات میں تو وہ اپنے آپ کو کمزور سمجھتے ہیں لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہوتا ہے کہ وہ بے عیب ہیں۔ لہٰذا خدا کو الزام سے بچانے کے لئے کہ اللہ تعالیٰ کا قول صحیح ہو نہ کہ اپنی ذات کے واسطے وہ اس کی تردید کرتے ہیں۔ جیسے حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر الزام لگانا حقیقتاً اس ہستی پر الزام لگانا ہے جس نے کہا تھا کہ ہم نے تم کو چن لیا اور اسی لئے لوگ آپؐ کی حفاظت کرتے تھے۔ کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ آپؐ اپنی ذات کے لئے نہیں بلکہ خدا کے لئے ایسا کرتے تھے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ جہاں خدا کی ذات کا سوال نہ تھا آپؐ نے ہر ایک حملہ کو برداشت کیا۔ چنانچہ

بادشاہ ہونے کی حیثیت میں

مدینہ میں جب ایک یہودی نے آپؐ کو کہا یا محمد (حالانکہ ایک بڑے آدمی کو اس طرح بلانا یقیناً قابل اعتراض تھا) اس پر صحابہؓ کو بہت طیش آیا اور قریب تھے کہ اس کو سزا دیں لیکن آپ نے تحمل سے فرمایا کہ اس نے ٹھیک کہا ہے کیا میرے ماں باپ نے میرا نام محمدؐ نہیں رکھا ہے تم غصے کیوں ہوتے ہو۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ جہاں خدا کے نام کا سوال نہ تھا بلکہ محض اپنی ذات کا سوال تھا۔ وہاں آپ نے اپنی عزت کو پسند نہ فرمایا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بھی ایک واقعہ ہے کہ ایک دفعہ لاہور کی ایک گلی میں ایک شخص نے آپ کو دھکا دیا۔ آپ گر گئے جس سے آپ کے ساتھی جوش میں آ گئے اور قریب تھا کہ اسے مارتے لیکن آپ نے فرمایا کہ اس نے اپنے جوش سے سچائی کی حمایت میں ایسا کیا ہے۔ اسے کچھ نہ کہو پس انبیاء اپنے نفس کے سوال کی وجہ سے نہیں بولتے بلکہ

خدا کی عزت کے قیام کے لئے

بولتے ہیں۔ تو یہ نہیں خیال کرنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کے نبی بھی ایسا ہی کرتے ہیں ان میں اور عام لوگوں میں بڑا فرق ہوتا ہے وہ خدا کے لئے کرتے ہیں اور عام لوگ اپنے لئے کرتے ہیں۔

پس اگر کسی شخص کو یہ احساس پیدا ہو جائے کہ میں واقعہ میں کمزور ہوں تو ایسا انسان گمراہ ہو نہیں سکتا۔ انسان گمراہ اس وقت ہوتا ہے جب وہ یقین رکھتا ہے کہ میں حق پر ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت معاویہ کی نماز کا واقعہ بیان فرمایا کرتے تھے کہ ان سے ایک مرتبہ فجر کی نماز قضا ہو گئی۔ لیکن وہ اس غلطی کے نتیجہ میں پیچھے نہیں گئے بلکہ ترقی کی۔ پس جو گناہ کا احساس کرتا ہے وہ گناہ سے بچتا ہے۔ جب گناہ کا احساس نہیں رہتا تو انسان معصیت میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

مومن کو اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ پر غور کرنا چاہیئے اور سمجھنا چاہیئے کہ وہ خطرات سے محفوظ نہیں ہوا۔ صرف اسی وقت محفوظ ہو سکتا ہے جبکہ خدا کی آواز اسے کہہ دے

پس انسان کو اپنے نفس کی کمزوری کا محاسبہ کرنا چاہیئے۔ ایسے شخص کے لئے روحانیت کے راستے کھل جاتے ہیں جو ایسا نہیں کرتا۔ اس کے لئے روحانیت کے راستے مسدود ہو جاتے ہیں اور ایسا انسان گمراہ ہو جاتا ہے۔

محترم شیخ مبارک احمد صاحب

امیر و مبلغ انچارج جماعتہائے احمدیہ امریکہ کا

NEW ORLEAN دورہ

(مرتبہ مرزا محمد افضل صاحب مبلغ سلسلہ)

مکرم و محترم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ امریکہ نے جماعت احمدیہ NEW ORLEAN کی درخواست پر مورخہ 21 جنوری 1984ء تا .... جنوری 1984ء دورہ فرمایا۔ اس عرصہ جماعتی تنظیم، تربیت کے علاوہ غیر احمدی دوستوں سے انتہائی عمدہ تبلیغی گفتگو ان کے سوالات و جوابات کے سلسلہ میں بہت مصروف گذرا۔ ان بین الاقوامی میلہ میں تبلیغ و اشاعت اسلام کے سلسلہ میں نمائش کے کام کا جائزہ بھی لیا گیا۔

اس دورہ میں دیگر مصروفیات اور دینی کاموں کے علاوہ ایک بہت بڑا کام بیوت الحمد منصوبہ کے سلسلہ میں وعدہ جات لینے بھی تھا۔ اس سلسلہ میں جماعت نے پرخلوص تعاون اور قربانی کا مظاہرہ کیا اور اپنے امام ہمام کی اس تحریک پر لبیک کہتے ہوئے ایک لاکھ آٹھ ہزار پانچ صد روپے کے وعدہ جات پیش کئے۔

تبلیغی اور تربیتی امور کی انجام دہی انتہائی احسن رنگ میں پوری ہوئی۔ روزانہ ہی مختلف احباب کے گھروں پر شام کو دوست جمع ہوتے رہے اور مکرم و محترم شیخ صاحب نے احسن رنگ میں تربیتی و تبلیغی گفتگو فرمائی۔ دوستوں کے سوالات کے جوابات دیئے گفتگو نہایت علمی ہوئی اور سوالات بہت عمدہ رہے۔ مکرم برادرم شیخ رشید احمد صاحب نے اپنے رفقائے کار کے ساتھ مل کر ہر طرح اس پروگرام کو کامیاب بنانے کی کوشش کی۔ رات گئے تک اپنے تمام آراموں کو قربان کر کے انتہائی محنت اور جانفشانی سے کام کیا۔

اسی طرح دیگر مخلصین جماعت نے بھی اپنی پوری کوشش کی کہ مکرم امیر صاحب کی موجودگی سے ہر ممکن استفادہ کیا جائے چنانچہ مکرمی ڈاکٹر مسعود

مکرمی شیخ طاہر احمد صاحب۔ اور مکرمی ڈاکٹر سعید احمد صاحب نے اپنے اپنے گھروں میں ایسی ہی پاکیزہ محافل کا انعقاد کیا جس میں غیر از جماعت مرد و خواتین بھی شامل ہوئے جن میں ان کے سوالات کے جوابات مکرم امیر صاحب نے احسن اور متاثر کن رنگ میں دیئے جن میں جماعت احمدیہ کے عقائد، اصولوں کا غیر از جماعت کا جائزہ نہ رکھنا۔ مخالفین کا ہم سے فرق ہو۔ اور دیگر مسائل شامل تھے۔ سوالات انتہائی مشکل اور مودب رنگ میں کئے گئے جوابات سننے کے بعد اکثر نے یہ کہا کہ امیر صاحب کے جوابات نہایت معقول Logical اور تسلی بخش تھے۔ اکثر نے مزید لٹریچر کا مطالبہ کیا جو انہیں بھجوا دیا گیا۔

New Orleans میں ہونے والے عالمی میلے کے سلسلہ میں امیر صاحب نے جماعت کو ہدایات دی کہ اس سے پورا پورا تبلیغی فائدہ اٹھایا جائے اور اسلام سے روشناس کرایا جائے۔

علاوہ تبلیغی علمی مذہبی پروگراموں کے بیوت الحمد مسجد فنڈ میں بھی احباب نے امیر صاحب کی تحریک پر خصوصی توجہ دی۔ مساجد فنڈ میں درج ذیل احباب نے اپنے وعدے مزید بڑھائے۔ ڈاکٹر مسفر احمد 5000$ شیخ رشید احمد 1000$ سعید احمد 5000 اور شیخ طاہر احمد 1000$ کے وعدوں کا اضافہ کیا۔ فالحمدللہ۔ جزاہم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

اللہ تعالیٰ تمام احباب کو اپنے فضلوں سے نوازے۔ اپنا قرب پیار اور محبت عطا کرے اور ہر شر سے محفوظ رکھے۔ (آمین)

تحریک داعی الی اللہ اور ہماری ذمہ واری سیکرٹریان تبلیغ کی خصوصی توجہ کیلئے

محترم جناب وکیل التبشیر نے مورخہ 21 فروری کے خط میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی تعمیل میں جماعت احمدیہ امریکہ کے ہر فرد کیلئے یہ ہدایت جاری کی ہے کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بار بار جماعت کو داعی الی اللہ بننے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ جماعتہائے احمدیہ امریکہ کی ہر برانچ کے احمدی احباب سے انفرادی طور پر بیعتوں کے وعدے لیں اور سیکرٹری تبلیغ کو یہ ہدایت ہے کہ وہ بیعتوں کے وعدہ جات کا ایک رجسٹر تیار کریں جس میں انفرادی طور پر بیعتوں کا وعدہ درج ہو۔ جب کوئی دوست بیعت کروائیں تو ان کے نام کے آگے اسکا اندراج ہو اور ساتھ ساتھ اسکا جائزہ لیا جاتا رہے کہ کس حد تک وعدہ کنندگان نے بیعتوں کا وعدہ پورا کیا ہے اس طریق پر جماعت وار فہرستیں مرتب کرکے ہر جماعت کی الگ الگ فہرست مرکز سلسلہ بھجوائی جائے گی۔ حسب ذیل نمونہ کے مطابق فہرست آنی چاہیے

نمبر شمار - نام وعدہ کنندہ - تعداد بیعت - کیفیت

تمام احباب جماعت سے بالعموم اور ہر جماعت کے سیکرٹری تبلیغ سے خصوصی درخواست ہے کہ وہ مندرجہ بالا ہدایت کی تعمیل کرکے ممنون فرما دیں

فجزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔ والسلام خاکسار

شیخ مبارک احمد۔

امیر و مبلغ انچارج جماعتہائے متحدہ امریکہ

مکرم امیر و مبلغ انچارج امریکہ کا

دورہ ویسٹ کوسٹ

مکرم و محترم شیخ مبارک احمد صاحب مبلغ انچارج جماعت احمدیہ امریکہ نے مورخہ 20 تا 29 فروری 1984ء امریکہ کے مغربی ساحل کی دو بڑی جماعتوں LOS ANGELES / SAN FRANCISCO کا تربیتی و تبلیغی دورہ فرمایا

20 فروری: LOS ANGELES کے احباب کی معیت میں نئے مشن ہاؤس کیلئے مختلف جگہوں کا جائزہ لیا اور مناسب جگہ کے انتخاب کیلئے احباب سے مشورہ کیا۔

21 فروری: CORONA شہر میں نیشنل سیکرٹری جائداد، لوکل مسجد کمیٹی کے ممبران کے ساتھ تشریف لیگئے۔ ایک کونے کا پلاٹ 5 ایکڑ سے کو پسند آیا جس کی قیمت ایک لاکھ اسی ہزار ڈالر ہے۔

شام کو تربیتی و تبلیغی اجلاس مکرم ڈاکٹر حمید الرحمان صاحب کے مکان پر ہوا جس میں امیر صاحب نے مختلف سوالات کے جواب دیئے اس میٹنگ میں ایک غیر احمدی وکیل بھی شامل ہوئے

22 فروری: مکرم مظفر احمد صاحب کے گھر میٹنگ ہوئی جس میں مکرم امیر صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقام کو واضح کیا اور احترام کے سلسلہ میں نصائح فرمائیں اور احباب کے سوالات کے جواب دیئے۔

23 فروری: MEXICO میں تبلیغ و اشاعتِ اسلام کی ذمہ داری امریکہ مشن پر ہے اسی سلسلہ میں مکرم امیر صاحب، مکرم چوہدری منیر احمد صاحب مبلغ ویسٹ کوسٹ ریجن، عبدالرب انور سیکرٹری جماعت تابوانہ MEXICO تشریف لیگئے اور تبلیغی کاموں کا جائزہ لیا۔ شام کو ملک محمد اسلم صاحب کے گھر میٹنگ میں وقف عارضی کی تحریک پر انور صاحب اور ڈاکٹر مرزا احمد صاحب نے میکسیکو میں وقف عارضی کیلئے اپنے آپ کو پیش کیا۔

24 فروری: جمعہ میں امیر صاحب نے شعائر اللہ کے احترام اور حضرت خلیفۃ المسیح کی جملہ تحریکات میں حصہ لینے کی برکات اور ضرورت پر زور دیا۔ شام کو عبدالرب انور صاحب کے گھر پر میٹنگ میں نماز جمعہ کی اہمیت اور تربیتی امور کی طرف متوجہ کیا۔

25 فروری: جماعت کی جنرل میٹنگ میں تلاوت قرآن کریم کے بعد احباب جماعت کو انکی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی اور مشن ہاؤس کی تفاصیل بتائیں۔ احباب و مستورات کے سوالات کے جوابات بھی دیئے۔

26 فروری: 25 فروری کو SAN FRANCISCO دورہ پر تشریف لیگئے 26 فروری کو OAKLAND UNI. میں احباب سے خطاب فرمایا اور احباب کو مساجد کی تعمیر کے سلسلہ میں ذمہ داریوں کی طرف خصوصی توجہ دلائی۔ اجلاس میں 100 کے قریب احباب شامل ہوئے۔

مواخات کا قیام: خطاب کے بعد امیر صاحب نے پاکستانی اور امریکن احمدی دوستوں میں مزید قربت و یگانگت کیلئے اسلامی مؤاخات کا قیام فرمایا اسکی تاریخی اہمیت واضح فرمائی

27 فروری: ایک کمیٹی کی تشکیل کے علاوہ جو مسجد و مشن کیلئے مناسب جگہ تلاش کریگی امیر صاحب نے خود بھی بہت سی جگہوں کا جائزہ لیا۔

28 فروری: LOS ANGELES واپس تشریف لاکر زمین کے متعلق قانونی کارروائی کیلئے وکیل سے تفصیلی ملاقات کی شام کو ڈاکٹر حمید الرحمان صاحب کے گھر ایک غیر ملکی ڈاکٹر کو چند کتب تحفہ کے طور پر پیش کیں اور زمین کی خرید کیلئے کنٹریکٹ پر دستخط کیے اس تمام دورہ میں صدر جماعت رحمت جمال صاحب مکرم امیر صاحب کے ساتھ رہے۔

قابل تقلید قربانی

جماعت کے ایک انتہائی مخلص دوست ڈاکٹر حمید الرحمان صاحب نے تعمیر مساجد کے سلسلہ میں اپنا وعدہ پچیس ہزار سے بڑھا کر پچاس ہزار ڈالر کر دیا انکی اہلیہ ڈاکٹر عزیزہ رحمان نے اپنی سونے کی چوڑیاں اس فنڈ میں پیش کیں۔

اسی طرح مظفر احمد صاحب نے اپنا وعدہ دو ہزار سے بڑھا کر دس ہزار کر دیا۔ فجزاہم اللہ خیراً اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور بہت بہت دے (آمین)

سرینام میں نئی مسجد احمدیہ کا افتتاح عمل میں آگیا

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسجد کا نام مسجد نصر تجویز فرمایا ہے

مکرم مولوی محمد صدیق صاحب مشنری انچارج سرینام سے اطلاع دیتے ہیں کہ فوروبورشتی (سرینام) کی مسجد نصر کا افتتاح ۱۹ فروری کو عمل میں آیا۔ اس مسجد کی بنیاد ۲۵ دسمبر ۱۹۸۳ء کو مشنری انچارج نے رکھی۔ اس موقعہ پر وہ تمام دعائیں دہرائی گئیں جو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے مسجد سپین کی بنیاد کے وقت کیں۔ یہاں چھوٹی سی بہت فعال جماعت ہے جس کی مالی قربانی اور وقارِ عمل سے مسجد اپنی تکمیل کو پہنچی۔

احباب جماعت نے فراخ دلی سے مسجد کے لئے عطیہ جات پیش کئے۔ مشنری انچارج صاحب نے اپنے تین ماہ کا الاؤنس مسجد کے لئے دیا۔ احباب جماعت نے مسلسل وقارِ عمل کر کے دو ماہ سے کم عرصہ میں مسجد کے کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین!

الحمد للہ رب العالمین

یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

تضمین بر اشعار حضرت مسیح موعود علیہ السلام

محترم صاحبزادہ مرزا حنیف احمد صاحب ربوہ

مرے دل میں اگر عشقِ خدا ہو　　اگر آنکھوں میں نورِ مصطفےٰ ہو

انہیں پر جان و دل میرا فدا ہو　　هَدَاكَ اللّٰهُ هَلْ قَتْلِيْ مُبَاحٌ

اللہ تمہیں ہدایت دے کیا پھر بھی میرا قتل جائز ہوگا

وَهَلْ مِثْلِيْ يُدَمَّرُ وَيُجَاحُ

اور کیا مجھ جیسے انسان بھی تباہ و برباد ہوا کرتے ہیں

اسی کے عشق کا ہے جام پینا　　اَلَا هُبِّيْ بِصَحْنِكِ فَاصْبَحِيْنَا[1]

اے میرے ساقی اٹھ اور مجھے اپنے جام صبوحی پلا

وَلَا تُبْقِيْ خُمُوْرَ الْاَنْدَرِيْنَا[1]　　وَصِدْقِيْ بَيِّنٌ لِّلنَّاظِرِيْنَا

اور اندرین کی مئے صافی میں سے کچھ باقی نہ چھوڑ　　کیونکہ میرا صدق و صفا تو اہلِ بصیرت پر عیاں ہے

كِتَابُ اللّٰهِ يَشْهَدُ وَالصِّحَاحُ

اس پر تو اللہ کی کتاب اور سچی احادیث بھی گواہ ہیں

مرا پیارا خدا ہے میرا حامی　　اسی کے دم سے میری نیک نامی

مرا مسلک ہے رأفت صالح کامی　　وَمَا كَانَ الْاَذٰى خُلُقَ الْكِرَامِ

کسی کو اذیت دینا تو شریف لوگوں کا کام نہیں تھا

وَلٰكِنْ هٰكَذَا هَبَّتْ رِيَاحٌ

مگر ان دنوں میں تو یہی دستور ہو گیا ہے

خدا کے دوست کو جس نے ستایا　　اہانت نے انہیں کیا کیا دکھایا

یہ توہین کر کے پھل ویسا ہی پایا　　فَخُذْ مِنِّيْ جَوَابِيْ كَالْهَدَايَا

تو مجھ سے بھی تحفہ کے طور پر جواب سن لو

وَلٰكِنْ كَانَ مِنْكَ الْاِفْتِتَاحُ

مگر یاد رکھو کہ ابتداء تم نے ہی کی تھی

غموں سے ہے مرا رشتہ قریبی　　محمد سے وفا میں ہے غریبی

گرانمایہ ہے ایسی بے نصیبی　　لَنَا عِنْدَ الْمَصَائِبِ يَا حَبِيْبِيْ

اے میرے دوست ہیں تو مشکلات و مصائب میں

رِضَاءٌ ثُمَّ ذَوْقٌ وَّارْتِيَاحٌ

خوشی ہے اور یہی ہمارا ذوق و شوق ہے

جمالِ یار کو دیکھا تھا اک دن　　نہیں ہے لطف جینے کا اب اس بن

کسے مارو گے تم اے میرے محسن　　وَقَدْ مِتْنَا بِسَيْفٍ مِّنْ حَبِيْبٍ

ہیں تو ہمارے محبوب کی شمشیرِ محبت پہلے ہی مار چکی ہے

عَلٰى ذَرَّاتِنَا تَسْفِي الرِّيَاحُ

ہمارے تو جسم کے ذروں کو بھی ہوائیں اڑائے پھرتی ہیں۔

[1] و [1] عمرو بن کلثوم (سبع معلقات)

خط کشیدہ مصرعے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیان فرمودہ ہیں۔

مسجد — ترقی جماعت کا ایک اہم ذریعہ

ترجمہ: اللہ کی مساجد کو وہی شخص آباد کرتا ہے جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لاتا ہے اور نمازوں کو سنوار کر ادا کرتا ہے۔ اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا سو قریب ہے کہ ایسے لوگ کامیابی کی طرف لے جائے جائیں۔

اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ رسول سرتاج مرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ بَنٰى لِلّٰهِ مَسْجِدًا بَنَى اللّٰهُ لَهٗ مِثْلَهٗ فِي الْجَنَّةِ

(ترمذی ابواب الصلوٰۃ)

کہ جس نے اللہ کی خاطر مسجد بنائی اللہ نے اس جیسا اس کا گھر جنت میں بنا دیا۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ فرماتے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:۔

"جس گاؤں یا شہر میں ہماری جماعت کی مسجد بن گئی وہاں سمجھو کہ جماعت کی ترقی کی بنیاد پڑ گئی۔ اگر کوئی ایسا گاؤں یا شہر ہو جہاں مسلمان کم ہوں یا نہ ہوں اور وہاں اسلام کی ترقی کرنی ہو تو وہاں ایک مسجد بنا دینی چاہیئے۔ پھر خود خدا مسلمانوں کو کھینچ لائے گا۔ لیکن شرط یہ ہے کہ قیامِ مسجد میں نیت خالص ہو۔"

(ذکر حبیب ص ۱۹۷)

منصوبہ تعمیر مساجد
مختصر جائزہ

CHICAGO

احباب جماعت کیلئے یہ خبر باعث مسرت ہوگی کہ بفضل خدا شکاگو کے علاقہ GLENELLYN میں مسجد و مشن ہاؤس کیلئے پانچ ایکڑ زمین حاصل کر لی گئی ہے دو لاکھ باسٹھ ہزار پانچ صد ڈالر میں یہ سودا طے پایا ہے۔ معاہدہ کے مطابق ایک لاکھ ڈالر کی رقم ادا کر دی گئی ہے

LOS ANGELES

کے علاقہ CORONA میں پانچ ایکڑ کا ایک موزوں کونے کا پلاٹ مسجد و مشن ہاؤس کی ضروریات کے لئے ایک لاکھ اٹھ ہزار ڈالر میں خریدنے کا فیصلہ بعد از منظوری مرکز کیا گیا ہے۔ ضروری امور طے کئے جا رہے ہیں جلد ہی اس کی ادائیگی کر دی جائے گی۔

DETROIT

کے علاقہ میں بھی ایک عمدہ اور اچھے علاقہ میں ایک رقبہ پسند کیا گیا ہے جو چھ ایکڑ سے زاید ہے۔ سودے کو تکمیل تک پہنچانے کے لئے ضروری شرائط طے کی جا رہی ہیں

فالحمدللہ علی ذلک۔ وما توفیقنا الا باللہ العلی العظیم

کیا آپ نے اپنا وعدہ اپنی استطاعت کے مطابق کیا ہے؟ وعدہ کی ادائیگی کس حد تک کی ہے؟ اپنا جائزہ ضرور لیں۔

YORK
ایک نئے مشن ہاؤس کی خرید

The newly acquired Mission House in York, PA.

الحمدللہ جماعت احمدیہ کو ایک نئے مشن ہاؤس کی خرید کی توفیق ملی یہ نیا مشن ہاؤس YORK PENNSYLVANIA میں واقع ہے جو دو منزلہ عمارت پر مشتمل ہے جس میں دو ہال اور دس کمرے ہیں۔ مکرم و محترم امیر صاحب مورخہ 13 جنوری کو سیکرٹری جائداد میر داؤد احمد صاحب۔ نقی احمد صادق صاحب مبلغ سلسلہ اور لوکل مسجد کمیٹی کے ممبران کے ہمراہ عمارت دیکھنے تشریف لیگئے۔ عمارت دیکھنے کے بعد باہمی مشورہ ہوا اتفاق رائے پر دعاؤں کے ساتھ موقع پر فیصلہ فرماکر مکرم امیر صاحب نے کنٹریکٹ پر دستخط فرمائے اور بیعانہ 5000 $ ادا کئے سیدنا حضرۃ خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس سودا کو پسند فرمایا اور ازراہ شفقت منظور فرمایا اور نیشنل فنڈ سے ادائیگی کا ارشاد فرمایا نیز مبارک باد کی دعا فرمائی۔

انشاءاللہ العزیز 15 اپریل سے قبضہ ملے گا۔

فرمودات حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ

لاہور اور کراچی میں احمدی خواتین کی مجالس سوال و جواب

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز گذشتہ سال جنوری 83ء میں لاہور اور فروری میں کراچی تشریف لے گئے تو ازراہ شفقت لجنات کی مجالس میں خواتین کو سوالات کی اجازت مرحمت فرمائی۔ لجنات کے سوالات اور حضور کے ایمان افروز دلچسپ جوابات کی ایک قسط شائع کی جا رہی ہے۔ دوسری قسط آئندہ شمارہ میں شائع ہوگی۔

وصیت کو مذاق نہ سمجھیں

لاہور کی ایک احمدی خاتون نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے سوال کیا کہ کیا وصیت کے لئے ضروری ہے کہ دس ہزار روپے حق مہر ہو تو وصیت ہوگی۔ میرا حق مہر سات ہزار ہے کیا میں اس کو بڑھا کر وصیت کرا سکتی ہوں۔ حضور نے اس کے جواب میں فرمایا دس ہزار کیا پچاس ہزار بھی کر دیں تب بھی وصیت منظور نہیں ہوگی۔ یہ ایک شرعی مسئلہ ہے وصیت کوئی مذاق تو نہیں کہ حق مہر سات ہزار ہو تو وصیت کی خاطر آپ اس کو بڑھا لیں۔ یہ تو صحیح طریق نہیں ہے اس لئے نارمل طریق پر اپنے مالی حالات لکھیں ان کے مطابق دفتر چھان بین کرے گا۔ اگر معیاری ہوئے تو وصیت منظور ہوگی ورنہ نہیں۔ میں نے دفتر وصیت کو منع

سیکرٹریانِ مال جماعت ہائے احمدیہ امریکہ کی خصوصی توجہ کیلئے

خاکسار نے آج مورخہ 5 مارچ 1984ء جماعت ہائے احمدیہ امریکہ کے ماہوار چندہ جات (چندہ عام اور چندہ وصیت) کی وصولی کی رپورٹ دیکھی ہے جو مکرم نیشنل فنانشل سیکرٹری صاحب نے تیار کی ہے۔ یہ معلوم کر کے افسوس ہوا کہ پوری شرح سے اور پوری توجہ سے چندہ جات کی وصولی نہیں ہو رہی۔ مخلصین جماعت سے درخواست ہے کہ وہ خود بھی اپنا بروقت ماہوار چندہ شرح کے مطابق ادا کریں اور سیکرٹری مال کا بھی یہ فرض ہے کہ وہ خود اور صدر صاحب جماعت کے ساتھ مل کر وقتاً فوقتاً احباب کو چندہ جات کی بروقت ادائیگی کی طرف توجہ دلاتے رہیں۔ امید ہے کہ مارچ کے مہینہ میں پوری توجہ سے حتی المقدور کوشش کی جائے گی کہ احباب سے چندہ جات بروقت وصول کئے جائیں اور جلد از جلد بھجوانے کی کوشش کی جائے۔

خاکسار شیخ مبارک احمد امیر جماعت ہائے احمدیہ امریکہ

کر دیا ہے کہ ہرگز سودا بازی نہیں کرنی۔ بعض لوگوں نے یہاں تک تماشا کیا ہے کہ خاوند کو فوت ہوئے تیس سال ہو گئے ہیں اور اس کی بیوہ نے کہا میں اپنا حق مہر ۳۲ روپے سے بڑھا کر ۵۰۰ روپے کرتی ہوں اور یہ بات منظور بھی کر لی گئی۔ یہ وصیت کے ساتھ تمسخر ہو رہا تھا۔ اب میں نے یہ طریق بند کر دیا ہے۔

ایک بہن نے ضمناً عرض کیا۔ میری وصیت بحال نہیں ہوئی ہے۔ میں جب بھی دفتر والوں کو لکھتی ہوں تو وہ جواب دیتے ہیں۔ ابھی حضور کی خدمت میں منظوری کے لئے پیش نہیں ہوئی۔ فرمایا معقول جواب ہی دیتے ہوں گے۔ اگر معقول جواب ہے تو مان جائیں اور اگر کوئی غیر معمولی جواب ہو تو مجھے لکھیں۔

اسلام اور جنگی قیدی

لاہور ہی کی کچھ خواتین یہ معلوم کرنا چاہتی تھیں کہ اسلام میں لونڈیوں کا کیا مقام ہے جو جنگ میں آتی ہیں۔ حضور نے فرمایا اور غلاموں کا؟ یہ بہن کہنے لگیں کہ چلو غلام تو خالی غلام ہوتے ہیں۔ فرمایا چلو کا کیا مطلب ہے۔ بہنوں نے عرض کیا یہ لونڈیوں کا جو مسئلہ ہے اکثر لوگ تقریروں یا تحریروں میں اس امر پر پوری روشنی نہیں ڈالتے۔ چنانچہ حضور نے اس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا۔

اگر وہ حالات آج بھی پیدا ہوں گے تو آج بھی وہ مسئلے اسی طرح پیش ہوں گے۔ اُس وقت پوزیشن یہ تھی کہ حکومتوں کے اندر جنگی قیدیوں کو الگ رکھنے کا انتظام نہیں تھا۔ اور قیدی رواجاً سب تقسیم ہو جایا کرتے تھے۔ اور اگر قیدی تقسیم ہوں اور خاص طور پر غیر مسلم معاشرہ آزادانہ ان سے جو چاہے ظلم کرے یعنی مسلمان عورتیں قید ہوں تو ان کے ساتھ جو ظلم کریں اور مقابل پر یہ ہوں اور ان کے ساتھ بالکل مختلف سلوک ہو رہا ہو تو یہ تو انصاف کے خلاف بات ہے۔ کوئی قوم جس قسم کا سلوک کرتی ہے اسی قسم کے سلوک کی وہ حقدار ہو جاتی ہے۔ ایسے حالات میں دو ہی صورتیں تھیں۔ یا تو یہ کہ اجازت نہ دی جاتی۔ اور ان کو کھلم کھلا بے حیائی پر چھوڑ دیا جاتا اور وہ سارے معاشرہ کو گندہ کر دیتیں کیونکہ عدم تربیت یافتہ عورتیں آیا کرتی تھیں۔ اور یا ایک قانون کے تابع مسلمانوں کو اجازت دی جاتی۔ لیکن ایک قانون اور حدود کے اندر رہتے ہوئے اور پھر ان کے حقوق بھی قائم کئے جاتے۔ چنانچہ اسلامی تعلیم میں بعینہٖ یہی شکل اختیار کی گئی ہے۔ نہ صرف یہ کہ اُس وقت جو جائز تھا اور جس طرح دشمن کرتا تھا اسی طرح کرتے۔ اس کو محدود کر کے اخلاقی ضابطوں میں ڈھال کے ان کے حقوق قائم کئے۔ یہاں تک حقوق قائم کر دیئے کہ اگر کسی لونڈی کے ہاں بچہ ہوگا تو وہ آزاد کر دی جائیگی۔ اور لونڈیوں کے نکاح کی ترغیب دی گئی یہاں تک کہ ایک آزاد غیر مسلم سے وہ لونڈی بہت بہتر ہے جو مسلمان ہو جائے۔ تاریخ میں ان تمام حالات پر اگر غور کریں تو اس سے بہتر حکم نہ ہو سکتا تھا۔ آج بھی اس میں ترمیم نہیں کر سکتیں۔ اگر ایسے حالات دوبارہ پیدا ہو جائیں تو پھر بھی آپ کو یہی کرنا پڑے گا۔ اس کا تیسرا حل ہی کوئی نہیں۔

درخواستِ دعا

مکرم ظہیر احمد صاحب ظفر کی والدہ دل کے عارضہ سے بیمار ہیں چند دن ہوئے ان پر دل کا حملہ ہوا اور طبیعت ناساز ہے احبابِ جماعت کی خدمت میں ان کی مکمل صحت اور بابرکت درازیٔ عمر کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

ایک بہن نے بڑے تعجب سے پوچھا کیا آج کے معاشرہ میں بھی ؟

فرمایا آج کے معاشرہ میں ایسے حالات پیدا نہیں ہوں گے تو ایسا نہیں ہوگا ۔ اگر غیر مسلموں کے ساتھ جنگ ہو جائے اور وہ مسلمان عورتوں سے یہی سلوک کریں ۔ تو اسلام کی تعلیم کے مطابق ان کی قیدنوں سے اتنا بہیمانہ سلوک کرنے کی تو اجازت نہیں ہوگی ۔
لیکن اسلامی تعلیم کی حدود میں وہ سلوک کرنے کی اجازت ہوگی جس کا میں نے پہلے ذکر کیا ہے ۔ اس سے زیادہ منصفانہ اور کیا تعلیم ہو سکتی ہے ۔ لیکن اگر وہ نہ کریں تو پھر یہ خودکشی کرنے کے مترادف ہوگا کہ یہاں ان کی عورتوں سے ایسا سلوک کیا جائے جس کے نتیجہ میں مسلمان خواتین کی عزتیں خطرہ میں پڑ جائیں پھر اس کی اجازت نہیں ہو سکتی ۔

یہ گرامر کی کلاس نہیں

ایک سوال بڑا عجیب ہوا ۔ خود پوچھنے والی بہن بھی متردد تھیں کہنے لگیں ایک سوال ہے پر تھوڑا سا عربی گرامر کا ہے ۔
حضور نے فرمایا یہ تو گرامر کی کلاس نہیں ہے کوئی اور سوال کریں ۔ انہوں نے عرض کیا حضور بات ضروری ہو گئی ہے یعنی بعض لوگ یا رسولَ اللہ کہتے ہیں ۔ بعض یا رسولُ اللہ کہتے ہیں ۔ اس میں کون سا صحیح ہے ۔ فرمایا یہ تو گرامر کا سوال ہی نہیں ہے ۔ یہ تو دین کا مسئلہ ہے ۔ یا رسولَ اللہ صحیح ہوتا ہے مگر اصل بات آپ نے پوچھی نہیں ۔ یا رسول اللہ کہنے کا مطلب کیا ہے ۔ اصل بحث تو ہے ہی اور ۔ آپ نے صرف زیر زبر کی بحث اٹھا دی ہے ۔ عربی کا قاعدہ ہے کہ حرفِ ندا کے نتیجہ میں نصب آ جاتی ہے یعنی جس کو ندا دی جا رہی ہو اس پر نصب آ جاتی ہے ۔ صرف رسولُ اللہ کہتے ہیں تو رفع یعنی پیش آتی ہے لیکن یہاں نصب یعنی زبر ضروری ہے اس لئے یا رسولَ اللہ کہنا پڑتا ہے ۔

معاشرہ کی دکھتی رگ

لاہور ہی کی ایک اور احمدی خاتون نے سوال کیا ۔ کیا اسلام میں جہیز جائز ہے اور اگر جائز ہے تو کہاں تک ؟

فرمایا جہیز جائز اور ناجائز ہونے کی بحث بالکل غیر معقول ہے بحث صرف یہ اٹھنی چاہیئے کہ باپ کو اپنی بیٹی کو کچھ دینے کا حق ہے کہ نہیں ہے ۔
یہ بنیادی بحث ہے باپ کو اپنی بیٹی کو کچھ دینے کا حق ہے کہ نہیں ہے ۔ صرف بحث اس میں بیٹی کے جہیز یا مرد کی بری کی نہیں اٹھنی چاہیئے ۔ اگر باپ کو حق ہے تو اسلام نے اس کی حد بندی کی ہوئی ہے ۔ اس حد بندی کو توڑ کر جہیز دینے کا حق نہیں ہے مثلاً اگر ایک آدمی یہ سمجھتا ہو کہ اس معاشرہ میں بیٹیوں کو جائداد نہیں ملتی اور اپنی زندگی میں جب بیٹی کو رخصت کر رہا ہو تو وہ بیٹی کا حق اپنی زندگی میں دینا چاہے اور اسلامی تعلیم کے مطابق اسے پورا حصہ دے دے تو کوئی اس کو

نہیں روک سکتا۔ اگر تحفتاً جس طرح اپنے بیٹوں پر خرچ کرتا ہے تعلیم میں اور دوسری چیزوں میں اسی طرح اپنی بچی کے حقوق کا خیال کرتے ہوئے اس کو بھی کچھ دے دیتا ہے۔ تو کون اس کو روک سکتا ہے۔ اس میں کونسی ناانصافی کی بات ہے یا ناجائز بات ہے۔

ہاں اگر جہیز کو رسم بنالیا جائے یعنی جائز ضروریات کو چھوڑ کر اور اپنی توفیق کو چھوڑ کر دکھاوے کی خاطر چیزیں دی جائیں تو یہ ایک غیر اسلامی فعل ہے جہیز کو کس طرح استعمال کیا جائے۔ اگر کسی چیز کو بری طرح استعمال کریں گی تو وہ چیز ناجائز ہوگی۔ اگر جائز حدود میں کریں گی تو وہ چیز جائز ہو جائے گی۔ یہی بات اس مسئلے پر بھی صادق آتی ہے۔

تقویٰ اور پاکیزہ زندگی اصل چیز ہے

شادی بیاہ کے معاملات میں ذات پات کی تخصیص ایک اچھا خاصا الجھا ہوا معاشرتی مسئلہ ہے۔ اسی الجھن کے بارہ میں ایک بہن کے سوال پر حضور نے فرمایا:۔

شادی بیاہ کے معاملات میں ذات پات کا سوال نہیں ہے۔ ہاں کفو یعنی دولہا اور دلہن کے خاندان کا ہم پلہ ہونا اسلامی تعلیم کے مطابق ہے۔ اس میں ذات پات بنیادی نہیں ہوتی۔ بلکہ معاشرہ، اخلاق، میل جول، طرز رہائش اور اسی قسم کی کئی اور چیزیں بنیاد بنتی ہیں۔ اب ایک مغل خاندان ہے لیکن اس کا رہن سہن ایک اور مغل خاندان سے بالکل مختلف ہو سکتا ہے ذات ایک ہے لیکن آپس میں ان کا کفو نہیں ہے۔ اس لئے کہ ایک اور طریقہ پر رہتا ہے۔ اس کی اخلاقی حالت اس کی بول چال کے طریق اس کے معاملات اور ہیں۔ ایک نسبتاً زیادہ با اخلاق خاندان ہے۔ حالانکہ نام دونوں کا مغل ہوگا۔ اسی طرح کمیں کہلانے والا خاندان جس کی روایات بڑی نوبل (NOBLE) ہوں اور ان کی روایات جس کو خاندانی عرف عام میں کہتے ہیں وہی روایات ہوں تو اس کے ساتھ اس کی شادی بالکل جائز بلکہ مناسب ہوگی۔ کیونکہ کفو ایک ہے۔ کفو سے مراد یہ ہے کہ طرز رہائش بول چال گفتگو، رہن سہن، دین اور عام معیارات ایک ہوں۔ یہ سارے کفو کے لفظ کے اندر آتے ہیں۔ بعض دفعہ ہر دوسری چیز موجود ہوتی ہے اس کے باوجود کفو کو نہ دیکھنے کے نتیجہ میں رشتے کامیاب نہیں ہوتے۔ مثلاً ایک چنیوٹی معاشرہ ہے ان کے ہاں باہر سے لڑکی جیسے آتی ہے تو وہ صحیح طور پر ٹیس نہیں سکتی۔ ان کی لڑکی باہر نکلتی ہے تو اس کو مشکلات پیش آتی ہیں کیونکہ ان کا ایک اپنا معاشرہ، ایک طرز زندگی ہے تو کفو سے مراد ذات پات نہیں ہے بلکہ واقعاتی طور پر مناسبت دیکھنے کا نام کفو ہے۔

اس پر ایک ضمنی سوال یہ ہوا کہ ایک عام خاندان جس کو جولاہا یا کمہار کہتے ہیں۔ آیا اس میں اور سید میں کوئی فرق ہے یا نہیں۔ حضور نے فرمایا:۔

فرق اگر وہ کر کے دکھائیں گے تو ہوگا ورنہ نہیں ہوگا۔ بالکل فرق نہیں ہوگا۔ اگر ایک سید گندی زندگی اختیار کرتا ہے اور ایک جولاہا پاک زندگی اختیار کرتا ہے تو ان میں فرق یہ ہوگا کہ جولاہا بہتر

ہوگا۔ ستید بہتر نہیں ہوگا۔ خواہ عام طور پر ان کی رہائش اور طرزِ زندگی بالکل ایک طرح ہی کی کیوں نہ ہو۔ قرآن کریم نے تو بالکل کھلا کھلا فیصلہ کر دیا ہے۔ فرماتا ہے۔ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ (الحجرات آیت: ۱۴) قبائل اور شعوب سے کوئی عزّت نہیں ملے گی۔ اصل تقویٰ اور پاکیزہ زندگی سے عزّت ملتی ہے۔

زندگی میں سوانح لکھنا مستحسن نہیں

ایک بہن یہ معلوم کرنا چاہتی تھیں کہ کیا زندہ لوگوں کی سیرت لکھنا جائز ہے ؟

فرمایا اس میں غور طلب بات یہ ہے واذکروا امواتکم بالخیر کی تو سند موجود ہے۔ فوت شدہ بزرگوں کا اچھی طرح ذکر کرنا۔ انسانی نیکیوں کو اچھے رنگ میں بیان کرنا یہ تو سنّت ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد ہے۔ زندوں کے متعلق واقعاتی باتیں کرنا اگرچہ ناجائز نہیں لیکن اگر یہ رجحان شروع ہو جائے تو لوگ زندوں کی تعریف میں زمین آسمان کے قلابے ملانے لگ جائیں گے۔ اور معاشرہ میں ایک بہت غلط قسم کی دوڑ شروع ہو جائے گی۔ جس کی تعریف کی جائے اس کے لئے بھی خطرناک ہو سکتی ہے۔ اور تعریف کرنے والوں کیلئے بھی اور سننے والوں کے لئے بھی۔ اس لئے اس سے احتراز لازم ہے۔ سوائے اس کے کہ کوئی ایسا نیک نمونہ ہو۔ جو مثال کے طور پر بیان کرنا مقصود ہو اُس سے استفادہ ممکن ہے لوگوں کو فائدہ پہنچتا ہے

ضمناً ذکر آ جائے کہ الحمد للہ یہ بات کی ہے اور اس سے ہمیں بہت فائدہ پہنچتا ہے مگر حتی المقدور زندگی میں سوانح لکھنا مناسب نہیں۔

ختم قرآن کی محافل سنّتِ نبویؐ سے ثابت نہیں

ایک سوال جو بعد میں کراچی میں بھی خواتین کی طرف سے اُٹھایا جاتا رہا یہ تھا کہ غیر از جماعت لوگ عموماً قرآن کریم پڑھنے کے لئے بُلاتے ہیں اُن کے لئے کیا کریں۔ نہ جائیں تو لوگ بُرا مناتے ہیں حضور نے جواباً فرمایا۔

اصل بحث یہ ہے کہ قرآن پاک کی محفل کس طرح سجائی جا رہی ہے۔ اگر تو کوئی قرآن کریم کی تلاوت کر کے اس کے متعلق گفتگو کرتا ہے۔ اس کی تعلیم دیتا ہے تو اس میں ضرور شامل ہونا چاہیئے کوئی حرج نہیں ہے۔ اس بہن نے مزید عرض کیا کہ وہ لوگ اپنے وفات شدہ عزیزوں کے ختم قرآن پر بُلاتے ہیں۔ حضور نے فرمایا۔ ایسی صورت میں شامل ہونا جائز نہیں ہے۔ اس لئے کہ نہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کی سنت ہے اس کی کوئی سند نہیں۔

وہ بولیں ہم لوگ اگر نہ جائیں تو ہم بھی بلائیں تو نہیں آتے ہم نے سیرت النبیؐ کا جلسہ کیا تو وہ نہیں آئے۔

فرمایا بے شک نہ آئیں آپ کو اس سے کیا۔ ان کو بُلانے کی خاطر آپ نے دین تو نہیں چھوڑنا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حوالہ دیا کریں۔ کہیں جس دن تم سنّتِ نبویؐ سے ثابت کر دو گی کہ یہ بات جائز

ہے۔ اس دن میں آجاؤں گی۔ بارِ ثبوت اُن پر ڈالیں۔ سیرت کا جو جلسہ ہے یہ میں ثابت کرتی ہوں کہ تمہارے نزدیک بھی اور میرے نزدیک بھی غلط نہیں۔ اس لئے جس بات پر ہمارا اتفاق ہے اس کی طرف میں بلا رہی ہوں۔ اس معاملے میں ہمارا اتفاق نہیں۔ اس لئے میں نہیں آسکتی۔ ہاں اپنے طور پر تلاوت کیا کریں۔

سُنّتِ نبویؐ کی پیروی میں لومۃ لائم کی پرواہ نہ کریں۔

اسی ضمن میں ایک اور سوال ہوا کہ لوگ ختم کے چاول بھجوا دیتے ہیں کیا ہم لے کر بجائے خود کھانے کے کسی غریب کو دے دیں تو یہ جائز ہے؟

حضور نے فرمایا اگر وہ چاول لے کر آپ غریب کو دیدینگی تو وہ یہ سمجھیں گی کہ آپ نے اس کو بطور جائز قبول کر لیا ہے اور اخلاقی جرأت آپ کی ماری جائے گی۔ آپ کو بڑی جرأت کے ساتھ اس کو کہنا چاہیئے کہ میں ممنون ہوں آپ کے اس جذبہ کی۔ لیکن میرے نزدیک شرعاً یہ دُرست نہیں ہے اس لئے میں واپس کرتی ہوں سوائے اللہ کے نام کے کسی کے نام پر صدقہ خیرات نہیں ہونا چاہیئے کسی کو صدقہ دینا یا کسی کے گناہ معاف کروانے کے لیئے اس کی طرف سے صدقہ دینا بالکل اور چیز ہے۔ اگر یہ ہو رہا ہے تو آپ کہیں میں تو صدقہ لینے کے لائق نہیں ہوں۔ اگر تو صدقہ ہے حضرت خواجہ معین الدینؒ اور کسی بزرگ کے لئے آپ نے صدقہ دیا ہے۔ تو آپ بے شک دیں۔ مگر غریبوں میں تقسیم کرائیں اور اگر یہ ان کے نام کی کوئی خیرات ہے ایسی جو اِن کی طرف سے طرف سے دی جا رہی ہے۔ اس کے لئے صدقہ کے رنگ کے علاوہ کسی رنگ میں کہیں ہوں۔ اس کو جائز نہیں سمجھتی۔

ایک بہن نے کہا لیکن وہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ تم بھی اپنے بزرگوں کے نام پر چندے وغیرہ دیتے ہو۔

فرمایا یہ تو ناجائز نہیں ہے۔ وہ بھی دے سکتے ہیں کسی بزرگ کی طرف سے کسی کو صدقہ دینا یہ سنّت سے ثابت ہے۔ اگر وہ آپ کو صدقہ بھیجتے ہیں تو آپ شکریہ کے ساتھ واپس بھیج دیں کہ ہمیں صدقہ نہیں چاہیئے۔

اس کے بعد محفل قرآن میں جانے کا ایک بہن کی طرف سے ایک بار پھر سوال اٹھایا گیا تو حضور نے فرمایا قرآن شریف کی محفل کا غلط استعمال جہاں ہو رہا ہو وہاں نہیں جانا چاہیئے۔ جہاں تک قرآن کریم ختم کروانے کا تعلق ہے اس کی سنّتِ نبویؐ سے کوئی سند ثابت نہیں ہے یہ محض ایک رسم ہے۔ جس کا قرآن کریم سے ساری عمر کوئی تعلق نہیں رہا۔ تلاوت نہیں کرتے نہیں اور نہ ہی عمل کرتے ہیں اور مُردہ کو قرآن بخشتے ہیں۔ جس کو آپ بھی نہیں پڑھنا آتا ثواب کی خاطر بخشوانا بھی ثابت نہیں ہے۔ ایسی عورتوں سے کہیں سنّت سے جو چیز ثابت نہیں وہ ہمارا دین نہیں ہے۔

ضمناً یہ سوال بھی پیش ہوا کہ ایسی صورت میں بعض غیر از جماعت خواتین اعتراض کرتی ہیں کہ آپ

پارٹیوں وغیرہ میں تو آجاتی ہیں قرآن خوانی کی محفل میں کیوں نہیں آتیں ۔

فرمایا کسی بھی محفل میں جانے کی اجازت ہے لیکن محفل میں دین کو بگاڑنے کی اجازت نہیں ہے۔ آپ ان کو یہ کہیں کہ محفل کی اجازت ہے محفلیں اُس وقت بھی لگتی تھیں اب بھی لگتی ہیں۔ البتہ محفل میں دین کی باتیں کرنے کی اجازت ہے ۔ دین کو بگاڑنے کی اجازت نہیں۔ قرآن کو محض رسم کے طور پر جس رنگ میں تم پڑھ رہی ہو سنتِ نبویؐ سے کیونکہ ثابت نہیں ہے اس لئے ہمارے نزدیک یہ دین کو بگاڑنے کے مترادف ہے ۔

"وہ ہے میں چیز کیا ہو بس فیصلہ یہی ہے"

کراچی میں احمدی خواتین کی مجلس سوال و جواب میں ایک غیر از جماعت خاتون کی طرف سے یہ سوال کیا گیا کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کا ایک شعر ہے ؎

میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار

اس شعر سے یہ تاثر پیدا ہوتا ہے کہ گویا وہ خود کو حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلّم سے بھی اعلیٰ اور افضل ثابت کرتے ہیں ۔

حضور نے فرمایا یہ بالکل الٹ مفہوم لیا ہے جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ میں کامل غلام ہوں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کا اور یہ کہے کہ ۔

سب ہم نے اس سے پایا شاہد ہے تو خدایا
ایک ایک چیز ہم نے اس سے پائی اور جو

یہ دعویٰ کرے ۔ ؎

این چشمۂ رواں کہ بخلقِ خدا دہم
یک قطرۂ ز بحرِ کمالِ محمد است

علم و عرفان کا جو چشمۂ رواں دیکھ رہے ہو یہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلّم کے بحرِ عرفان کا ایک قطرہ ہے اس کا مقام جتنا بڑا ہو آقا کا اس سے زیادہ ہی بڑا ہوتا چلا جائے گا۔ نہ کہ نعوذ باللہ اس کے مقام کے بڑھنے سے وہ گر جائیگا چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس مضمون کو ایک اور جگہ خود کھولا ۔ آپ نے فرمایا ؎

برتر گمان و وہم سے احمد کی شان ہے
جس کا غلام دیکھو مسیح الزمان ہے

کہ مسیح الزمان کی شان تو ایک طرف ہے جو گپیں بنائی ہیں عیسائیوں نے۔ خدا نے مجھے دوبارہ مسیح الزمان بنا کر امّتِ محمدیہ میں اس لئے بھیجا ہے کہ وہ جو کہتے ہیں کہ وہ خدا کا بیٹا ہے نبیوں سے افضل ہے اللہ تعالیٰ یہ ثابت کرے کہ مسیح تو وہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کا غلام ہونے میں فخر حاصل کرتا ہے تو غلام کے مرتبے کی بلندی آقا کے رُتبے کی بلندی ہوتی ہے اس میں مقابلہ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا پھر یہ بھی دیکھنا چاہیئے کہ اس میں بعض پیشگوئیوں کی طرف اشارہ ہے قرآن کریم نے ایک آیت میں اس طرف روشنی ڈالی اور آگے اس کے اوپر تمام گذشتہ بزرگان نے بھی گذشتہ امتوں کے آئمہ نے بھی تفصیل سے روشنی ڈال اور وہ یہ آیت ہے

وَاِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ

کہ آخری زمانہ میں ایسا وقت آئے گا کہ رسول مبعوث کئے جائیں گے گویا کہ سارے رسول دوبارہ آ گئے ہیں۔ یہ وہی زمانہ ہے۔ اس زمانے میں یہ قطعی طور پر ثابت ہے کہ گذشتہ انبیاء کی پیشگوئیوں سے جو نقشہ کھینچ رہے ہیں وہ اس زمانہ کا ہے اور کہتے ہیں ہم دوبارہ آئیں گے۔ مثلاً زرتشت کی کتب میں بھی اس زمانے کا نقشہ ملتا ہے۔ ہندو کتب میں کرشن جب کہتے ہیں کہ میں دوبارہ آؤں گا تو کلجگ کا جو نقشہ ہے وہ بعینہٖ آجکل کے نقشے کے مطابق بنتا ہے۔ پھر حضرت بدھ نے جو نقشہ کھینچا ہے اپنے دوبارہ آنے کا وہ بھی اسی زمانے کے مطابق بنتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مہدی علیہ السلام کے آنے کی علامتیں بیان کی ہیں وہ بھی ان کے ساتھ ملتی جلتی ہیں تو اب عقلاً دو چیزیں ممکن تھیں ایک یہ کہ ہر نبی اپنی اپنی اُمت میں آتا اور ہر اُمت دوبارہ زندہ ہو جاتی یا صرف اسلام میں ہی وہ ظاہر ہوتا مگر اسلام میں وہ کس طرح ظاہر ہوتا۔ ایک شخص کی صورت میں یا پندرہ بیس، چالیس پچاس انبیاء الگ الگ ظاہر ہو جاتے کہ ہم بھی مسلمان ہیں۔ ہماری طرف آؤ۔ اس طرح تو وہ اسلام کی وحدت کو پارہ پارہ کر دیتے ایک ہی حل تھا کہ ایک شخص کو تمثیلی طور پر وہ سارے نام عطا کئے جاتے جنہوں نے آنا تھا اور اجتماعی صورت میں ایک شخص ان کا مظہر ہو کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کا دعویدار ہوتا اور یہ ثابت ہو جاتا کہ تمام انبیاء دراصل آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں فخر حاصل کرتے ہیں کیونکہ ان کی اپنی پیشگوئیوں کے مطابق اُن کا آنا ہوا تو اُمتِ محمدیہ میں ہوا اور بحیثیت غلام محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہوا یہ وہ مضمون ہے جسے حضرت اقدس نے مختلف اشعار میں کھولا اور اس مضمون میں بھی یہی بیان کیا گیا ہے۔ چنانچہ ایک شیعہ امام اس مضمون پر روشنی ڈالتے ہوئے کہتے ہیں کہ امام مہدی جب آئے گا (وہ خود تو دعویدار نہیں تھے آنے والے کے متعلق کہہ رہے تھے) تو کبھی وہ یہ کہے گا کہ میں آدمؑ ہوں۔ پھر کہے گا میں موسیٰ ہوں کبھی کہے گا ابراہیم ہوں کبھی کہے گا یعقوب ہوں اور پھر یہ بھی دعویٰ کرے گا کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی TRUE COPY ہوں۔ آپؐ کا ظلِ کامل ہوں۔ اور اس لحاظ سے وہ تمام گذشتہ صالحینِ اُمت سے افضل ہو گا کیونکہ تمام انبیاء اس میں جلوہ گر ہو جائیں گے یہ پرانوں نے بھی پیشگوئی کی ہوئی ہے انہوں نے کہاں سے نکالی اس لئے کہ وہ قرآن کا فہم رکھتے تھے احادیث کا فہم رکھتے تھے۔ اخذ کر کے یا اللہ تعالےٰ سے الہام پا کر یہ باتیں پہلے سے بیان کر دی تھیں تو وہ امام مہدی جو اس تصور کے مطابق آنا ہے۔ اس نے بھی تو یہی کہنا تھا اب تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ کہا تو غلط بات کس طرح کر دی

(باقی آئندہ)

خطبۂ جمعہ

کشتیٔ نوح کیطرح ایک اور کشتی بھی ہے جو خدا کی آنکھوں کے سامنے بنائی گئی اور وہ ہے جماعت احمدیہ

اس جماعت میں شامل ہونیوالوں کو خدا تعالیٰ نے یہ ضمانت دی ہے کہ تم تمام ہلاکتوں سے محفوظ کئے جاؤ گے

اس کشتی میں حفاظت کی خوشخبری تو ضرور ہے لیکن یہ ضمانت اسوقت تک ہے جبتک اعمال صالحہ موجود رہیں گے

وہ خدا جس نے غیر صالح اعمال کی وجہ سے حضرت نوحؑ کے بیٹے کو نہیں بچایا وہ آئندہ بھی کبھی ایسے شخص کو نہیں بچائے گا